فکر و نظر--- اسلام آباد　　　جلد:۴۰-۴۱　　　شمارہ:۴،۱

چند یادیں چند خطوط

ڈاکٹر خورشید رضوی ☆

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے ذکرِ خیر کے حوالے سے غائبانہ تعارف تو پہلے سے چلا آتا تھا، ''خطباتِ بہاولپور'' کے مطالعے سے اسے اور تقویت ملی۔ بعدازاں ۱۹۸۷ء کے دوران، جب میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد سے وابستہ تھا، ڈاکٹر صاحب کسی سیمینار کے سلسلے میں اسلام آباد تشریف لائے اور ادارہ تحقیقات میں بھی ان کو دعوت دی گئی۔ وہاں زیارت و ملاقات کے علاوہ محمود احمد غازی صاحب کے دولت کدے پر یہ شرف زیادہ قریب سے حاصل ہوا کہ وہاں صرف گنے چنے دوست مدعو تھے۔ رسمی بات چیت سے ڈاکٹر صاحب کو چنداں دل چسپی نہ تھی، چنانچہ وہ باہمہ بے ہمہ کی کیفیت میں تشریف فرما تھے۔ تاہم یاد آتا ہے کہ میں نے ان سے کوئی علمی استفسار کیا تو ثقل سماعت کے باوصف انہوں نے بہت کان دھر کر سنا اور پھر جواب دیتے ہوئے بیشتر توجہ مجھی پرمبذول رکھی۔ میں اُن کی اس علم دوستی سے بہت متأثر ہوا۔ نماز کا وقت ہوگیا تو غازی صاحب کے لان میں جماعت کا اہتمام کیا گیا۔ انہوں نے ڈاکٹر محمد حمیداللہ صاحب سے بہت درخواست کی کہ امامت وہ فرمائیں لیکن ڈاکٹر صاحب کا موقف یہ تھا کہ اصولاً امامت صاحب خانہ کو کرانا ہوتی ہے۔ آخر ''الامرفوق الادب'' کے بموجب غازی صاحب کو سرِتسلیم خم کرنا پڑا اور ڈاکٹر صاحب نے مقتدی کی حیثیت سے نماز ادا کی۔

ڈاکٹر صاحب کے بارے میں یہ سن رکھا تھا کہ اگر وہ کسی سیمینار میں جاتے ہیں تو تمام تر وقت اسی کے اجلاسوں میں صرف کرتے ہیں اور سیمینار کے منتظمین کی اجازت کے بغیر کہیں آنا جانا قبول نہیں فرماتے۔ ان کا تصور یہ تھا کہ جس تنظیم نے ایک خاص مقصد کے لئے اخراجات برداشت کر کے انہیں بلوایا ہے، ان کے وقت پر اسی کا حق ہے اور اس حق میں خیانت کرنا درست نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا سامان سفر پلاسٹک کے ایک مختصر سے تھیلے تک محدود ہوتا تھا جس میں اشد ضرورت کی چند اشیاء کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا۔ بے ضرورت گفتگو اور غیر ضروری آمد و رفت سے حتی الامکان اجتناب

☆ 318-F/2 ، جوہر ٹاؤن، لاہور

DMHL

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.　　http://iri.iiu.edu.pk/

برتتے تھے۔ اس سال جس سیمینار میں وہ تشریف لائے تھے، اسلام آباد ہوٹل-(اب ہالیڈے ان)- میں منعقد ہو رہا تھا۔ میں ایک وقفۂ اجلاس میں ان سے ملاقات کے لئے وہاں پہنچا۔ ایک بڑی میز کے گردا گرد مختلف مندوبین کی صف میں ڈاکٹر صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ بہت تپاک سے ملے اور اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں، جو ''نرم دمِ گفتگو'' کی تفسیر تھا، نہایت محبت و شفقت سے ہم کلام ہوئے۔ میں اُن دنوں ابن الشعار کی ''قلائدالجمان'' پر کام میں مصروف تھا۔ اسی ضمن میں میرا ایک عربی مضمون ''ابن الشعّار و آثاره'' ادارے کے عربی مجلّہ ''الدراسات الاسلامیۃ'' میں شائع ہوا تھا۔ اس کا ایک فِصلہ (offprint) میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ ندامت و مسرت سے یاد آتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب سروقد کھڑے ہوگئے اور اس قدر انکسار سے اسے قبول فرمایا جیسے کوئی اعزاز وصول کیا جاتا ہے۔ پھر تشریف فرما ہو کر وہیں اس کی سرسری سے ورق گردانی کی اور مزید شکریہ ادا فرمایا۔ پھر ذرا دیر توقف کے بعد ایک ایسی بات فرمائی جس سے ''الدین النصیحۃ'' کی عملی وضاحت سامنے آئی۔ کہنے لگے آپ کی بڑی عنایت، مگر یہ رسالہ مجھے باقاعدگی سے ملتا ہے۔ پیرس واپس پہنچوں گا تو ڈاک میں موجود ہوگا آپ کا یہ ایک فِصلہ ضائع ہو جائے گا۔ لہٰذا مناسب سمجھیں تو شرکاء میں سے کسی اور کو دے دیں۔ میں اس اخلاص و ایثار پر حیران رہ گیا اور عرض کیا کہ حضرت میں آپ ہی کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے مکرر اسی انکسار کا مظاہرہ فرماتے ہوئے شرفِ قبولیت بخشا۔ میں نے عرض کیا کہ جب یہ مضمون نگاہِ عالی سے گزر چکے گا تو اس کے حوالے سے چند علمی استفسارات کی زحمت دینا چاہوں گا۔ ڈاکٹر صاحب نے بطیّب خاطر اجازت دی۔ اُن کے پیرس تشریف لے جانے کے بعد مجھ سے آغازِ مراسلت میں سستی ہوتی رہی۔ بالآخر آٹھ اگست ۱۹۸۷ء کو ان کی خدمت میں ایک طویل عریضہ لکھا جس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب کے اس جملے سے سخت شرمندگی ہوئی کہ ''توقع تھی کہ یہ خط ایک مہینہ پہلے آئے گا''۔ بہرحال اس کے بعد خطوط کا تبادلہ ہوتا رہا۔ اس وقت جتنے خطوط دستیاب ہو سکے ہیں ان سطور کے ہمراہ برائے اشاعت منسلک کئے جا رہے ہیں۔ بطور پس منظر میرے اوّلین عریضے کا عکس بھی شامل ہے۔ قارئین ملاحظہ فرما سکیں گے کہ ہر بات کا جواب کس قدر علمی تگ و دو کے بعد کتنی محبت، توجہ، اخلاص، احتیاط، دقّتِ نظر، اور اختصار مگر جامعیت کے ساتھ دیا گیا ہے۔

مجھ میں اور ان میں از روئے عمر باپ اور بیٹے اور از روئے علم استاد اور شاگرد کی نسبت تھی لیکن ان کے لکھے ہوئے القاب دیکھ کر خجالت ہوتی ہے۔ دراصل ان کے ہاں انکسار پالیسی کی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ یہ ان کی طبیعت کا اساسی جوہر تھا جس سے وہ کسی طرح دست بردار نہیں ہو سکتے

تھے۔ بعض اعلام کے بارے میں، ڈاکٹر صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں، میں نے جناب محمود احمد غازی اور جناب غلام مرتضٰی آزاد کی مدد سے، جو معلومات فراہم ہوسکیں، اُن کی خدمت میں ارسال کر دیں۔ اس کا حوالہ بھی ان مکاتیب میں ملے گا۔ دو ایک خط اس وقت دستیاب نہیں ہوسکے۔ مثلاً جب اوجڑی کیمپ کا حادثہ پیش آیا تو تشویش کی ایک لہر دور دور تک دوڑ گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے اسلام آباد میں اپنے ایک عزیز کی خیریت معلوم کرنے کے لئے خط لکھا جس کا جواب جناب محمود احمد غازی اور جناب محمدالغزالی کی مدد سے خیریت معلوم کر کے لکھ دیا گیا۔ جواب الجواب میں ان کی طرف سے شکریے کا خط آنا لازمی تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس اطراف و اکنافِ عالم سے سینکڑوں خط روزانہ آتے تھے اور ہر خط کا بلاتاخیر جواب لکھنا وہ ایک اخلاقی فریضہ تصور کرتے تھے۔ ان سے مراسلت کے دوران میں جب میں نے محسوس کیا کہ اب میرے استفسارات مکمل ہوگئے ہیں تو میں نے ازخود ڈاکٹر صاحب سے مراسلت بند کر دی کیونکہ مجھے اندازہ تھا کہ اُن کی طرف سے یہ سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا اور میں خواہ مخواہ اُن کے قیمتی وقت کے ضیاع اور اُن کے بارِ مراسلت میں اضافے کا سبب بنوں گا۔ آج اُن کے ہاتھ کی یہ تحریریں میرے لئے سرمایۂ افتخار ہیں جس میں قارئین کو شریک کرنے کے لئے میں انہیں ''فکرونظر'' کے ''ڈاکٹر محمد حمیداللہ نمبر'' کے لئے ارسال کر رہا ہوں۔ اللہ ان ہاتھوں پر رحمت فرمائے، جن کی جنبش ان میں ثبت ہے۔

یلوح الخطُّ فی القرطاس دھراً
وکاتبہ' رمیمٌ فی الترابِ

مکتوب ڈاکٹر خورشید رضوی بنام ڈاکٹر محمد حمیداللہ

گرامی مرتبت جناب ڈاکٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

اُمید ہے مزاج عالی بخیر ہوں گے۔ امسال اسلام آباد تشریف آوری کے دوران ادارہ تحقیقات میں، محمود غازی صاحب کے دولت خانے پر، اور آخری مرتبہ اسلام آباد ہوٹل میں آپ کی زیارت میرے لئے باعث شرف ہوئی۔ اسلام آباد ہوٹل میں، پیرس کے لئے واپسی سے قبل، میں نے الدراسات الاسلامیہ (اپریل-جون ۱۹۸۷ء) میں شائع ہونے والے اپنے مضمون ''ابن الشعار و آثارہ'' کا ایک نسخہ آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا جسے آپ نے قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ اُمید ہے اسے

آپ کی نظر سے گزرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا ہوگا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ اس تحقیق کے ضمن میں بعض امور پر آپ سے استفادہ چاہتا ہوں اور آپ نے حوصلہ افزائی فرمائی تھی۔ چنانچہ چند استفسارات درج کر رہا ہوں۔ جس قدر آپ کے لئے بسہولت ممکن ہوسکے رہنمائی فرمائیے۔ غیر ضروری طور پر آپ کو زحمت دینا مقصود نہیں۔ اس عنایت پر بے حد ممنون ہوں گا۔

۱۔ جیسا کہ میں نے مضمون مذکور کے صفحہ ۸۶-۸۷ پر بیان کیا ہے، مصطفیٰ جواد مرحوم نے کتب خانہ اسکوریال میں المبارک، ابن الشعّار کی ایک کتاب بعنوان ''کتاب الشعراء'' کی نشاندہی کی ہے جو اسکوریال کی مطبوعہ فہرست میں موجود نہیں۔ وہاں کے ارباب بست و کشاد سے کئی مرتبہ کی خط کتابت سے یہ معلوم ہوا کہ وہاں غیر مجلد مخطوطات کا جو ذخیرہ ہے، شاید یہ اس میں ہو۔ بعدازاں گزشتہ سال مراسلت کی تجدید کے نتیجے میں B-Justel صاحب نے اپنے مضمون کا حوالہ دیا جس میں ان مخطوطات کی فہرست چھاپ دی گئی ہے۔ اس کی پہلی قسط Al-Qantara کے Vol.2 (۱۹۸۱) میں شائع ہوئی ہے جو ہمارے ادارے میں موجود تھی۔ اسے میں نے دیکھ لیا ہے۔ مطلوبہ اندراج اس میں نہیں ملا۔ دوسری قسط کے بارے میں انہوں نے جو حوالہ مہیا فرمایا ہے وہ یوں ہے:

REVISTA DEL INSTITUTO EGIPCIO DE LOS ESTUDIOS ISLAMICOS EN MADRID VOLUMEN 32 (1983-84) PP.259-300 (SEGUNDA PARTE)

بعض دوستوں نے معهد المخطوطات العربیۃ، بالقاهرة سے رابطہ کرنے کا مشورہ دیا۔ میں نے کوشش کی مگر کچھ سراغ نہ مل سکا۔ لاہور میں بھی کسی لائبریری میں اس قسط کا سراغ نہ ملا۔ میں نے محترم فواد سیزگین صاحب کے نام بھی ایک عریضہ ارسال کیا مگر جواب نہیں آیا۔ معلوم نہیں ان کو میرا خط نہیں ملا یا عدیم الفرصتی سدّراہ ہوئی۔ کرم ہو اگر آپ رہنمائی فرمائیں۔

۲۔ الوافی بالوفیات کا وہ حصہ جس میں المبارک بن ابی بکر، ابن الشعّار کے حالات ہو سکتے ہیں۔ ہنوز میرے علم کے مطابق، شائع نہیں ہوا۔ اس کا مخطوطہ کہاں ہے؟ اگر معلوم ہوسکے تو متعلقہ حصے کی مائیکروفلم یا عکس منگوانے کی کوشش کروں۔

۳۔ ابن المستوفی کی ''تاریخ اربل'' کا مخطوطہ جو چیسٹر بیٹی لائبریری میں محفوظ ہے اس کی مائیکروفلم سے مجھے استفادے کا موقع ملا۔ علی گڑھ سے مختار الدین صاحب آرزو نے ایک مرتبہ خط میں یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ شاید یہ شائع ہو چکی ہے۔ کئی ذرائع سے معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن یقینی طور پر علم نہ ہوسکا کہ کتاب کب اور کہاں سے شائع ہوئی ہے۔

۴۔ ابن الدُّبیثی محمد بن سعید، اور ابن النجّار محمد بن محمود، دونوں ابن الشعّار کے شیوخ میں ہیں۔ چنانچہ دونوں کی تصانیف میں اس کا ذکر متوقع ہے۔ مجھے کیمبرج میں ''ذیل تاریخ بغداد'' لابن النجّار کے ایک مخطوطے کا علم ہوا تھا تو میں نے مراسلت کی۔ Wilfrid Lockwood صاحب کے جواب سے یہ علم ہوا کہ اس مخطوطے میں صرف ''عبداللہ'' سے ''علی'' تک کے تراجم ہیں۔ اگر ابن الدّبیثی یا ابن النجار کی تصانیف کا کوئی مخطوطہ جس میں ''المبارک بن ابی بکر'' کا اندراج ہو آپ کے علم میں آئے تو مجھے اطلاع سے ممنون فرمایئے۔

۵۔ لفظ ''الشعّار'' کا استعمال تو اس دور میں کئی بار سامنے آیا لیکن اس سے کیا پیشہ مراد تھا، یہ واضح نہ ہوسکا۔ میں نے اپنے مضمون ص ۵۶-۵۷ پر اس سے بحث کی ہے۔ اگر کہیں آپ کی نظر سے گزرا ہو کہ اس پیشے کی کیا حقیقت تھی تو یہ بھی مجھے درکار ہے۔

مجھے احساس ہے کہ اتنا طویل خط لکھنا ایک زیادتی ہے۔ نیز یہ کہ اس طرح کے سوالات کرنا آسان ہے لیکن ان کے جوابات مہیا کرنا سخت جان جوکھم کا کام ہے چنانچہ میں پھر ایک بار عرض کر دوں کہ یہ محض اس لئے لکھ رہا ہوں کہ شاید حسنِ اتفاق سے اپنے مطالعات کے دوران آپ کی نظر سے کوئی چیز گزرے جو میرے مطلب کی ہو۔ آپ ان کے لئے بطورِ خاص زحمت نہ فرمائیں۔ آپ کی اپنی مصروفیات میری نگاہ میں ہیں۔ اتنی طویل تحریر پر معذرت کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

والسلام

طالب دعا

خورشید

۸/۸/ ۸۷ء

Dr. Muhammad Hamidullah

4-Rue de Tournon, France, Paris-6

<u>Address</u>

Dr. Khurshid Rizvi

Chief Bureau of Translation, Islamic Research Institute,

Faisal Masjid, P.o.Box, 1035, Islamabad, Pakistan

مکتوبات ڈاکٹر محمد حمیداللہ بنام ڈاکٹر خورشید رضوی

(مکتوب نمبر ۱)

بسم اللہ

4-Rue de Tournon

Paris-6,

France

۱۸رذی الحجہ ۱۴۰۷

مخدوم و مکرم زاد مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

کرم نامہ ملا، ممنون ہوا۔ مشية الله غالبة علی امره. توقع تھی کہ یہ خط ایک مہینہ پہلے آئے گا۔ اب گرم [گرما] کی تعطیلوں سے یہاں کا سب سے موزوں کتب خانہ مدرسہ السنہ شرقیہ بند ہے۔ ان شاء اللہ ستمبر میں کھلے گا تو تلاش اور قسمت آزمائی کروں گا۔

فواد سزگین صاحب نے جواب نہ دیا تو افسوس تو ہوا، لیکن حیرت نہیں۔ کیا ممکن ہے کہ آپ ان کو فرانکفورٹ ٹیلیفون کریں؟ مگر وہاں بھی آج کل تعطیل ہوگی۔ ایک اور فاضل محمد مصطفیٰ الاعظمی ہیں جو کلیۃ التربیۃ ریاض رسعودی عربستاں میں استاد ہیں۔ جواب کی بڑی توقع رکھے بغیر ان سے بھی پوچھئے۔ خط کی جگہ ٹیلیفون بہتر ہو۔ ان سے شعّار کے معنی بھی پوچھئے۔ مجھے مدھم سا خیال ہے کہ عورتوں میں بیماری سے بال جھڑ جائیں تو اجنبیوں کے بال لگانا عہد نبوی میں بھی تھا اور بعض حدیثوں میں اس کا ذکر آیا ہے۔

خدا کرے آپ خیر و عافیت سے ہوں۔

نیاز مند

محمد حمیداللہ

(مکتوب نمبر۲)

بسم اللہ

۸ر محرم ۱۴۰۸

مخدوم و محترم

سلام مسنون ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

کل یکم ستمبر کو کتب خانہ السنہ شرقیہ گیا۔ وہ کھل تو گیا ہے لیکن ادھورا۔ ایک ماہ اور صرف بعد ظہر کھلے گا۔ صبح میں بند رہے گا۔

بہرحال کل وہاں اسپینی رسالہ تلاش کیا۔ افسوس ہے کہ وہ ان کے ہاں نہیں آتا ہے۔ آج کتب خانہ عام گیا۔ وہاں بھی یہ رسالہ نہیں آتا ہے۔ مولف مضمون پورا رسالہ، پورا مضمون نہیں، صرف آپ کے سوال کے جواب تو دے سکتے ہیں کہ مطلوبہ مخطوطہ ایسکوریال میں ہے یا نہیں۔ بہرحال بے بس ہوں۔

صفدی کی وافی بالوفیات تیس چالیس جلدوں میں بیان کی جاتی ہے۔ بروکلمان نے اور تفصیلوں کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی جس جلد میں حرف عین کے نام ہیں وہ برٹش میوزیم میں ہے۔ (کوئی لندن کے دوست شاید آپ کو مدد دے سکیں) اور یہ کہ ''عین غین فاء'' کی جلد یا جلدوں کا Gayangos (اسپینی) نے ذکر کیا ہے لیکن یہ صراحت نہ ملی کہ کہاں، تاکہ تلاش کر سکتا۔ اور یہ کہ صفدی کا نسخہ بخط مولف Gotha (مشرقی جرمنی) میں ہے۔ ایک ٹکڑا آیا صوفیا (استانبول) میں ہے۔

بہرحال بہ حالت موجودہ سوائے معذرت کے کوئی حل نظر نہیں آتا۔

ہاں بروکلمان نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ گابریئلی نامی اطالوی پروفیسر نے ایک مضمون لکھا تھا کہ صفدی کی جلدیں دنیا میں کہاں کہاں ہیں اور یہ کہ یہ مضمون روم کے رسالے Accademia dei lincei میں چھپا ہے۔ یہ رسالہ یہاں مل جائے گا اور ضرورت ہو تو آپ کے لئے تلاش کروں گا۔ آج کچھ مصروفیت ہونے سے زیادہ وقت کتب خانے میں گزار نہیں سکتا، لیکن ایک مصیبت ہے: کل آپ کا خط جس میں تفصیلیں تھیں کتب خانے میں نہ معلوم کیسے غائب ہوگیا۔ آئندہ ضرورت پر تفصیل مکمل مکرر دینے کی التجا ہے۔ کوئی اور خدمت ہو تو یاد سے سرفراز فرمائیں۔

نیاز مند

محمد حمیداللہ

(مکتوب نمبر۳)

بسم اللہ

۲۸محرم ۱۴۰۸

مخدوم و مکرم زاد مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

کرم نامہ ملا، ممنون ہوا۔ ساری باتوں کا تو آج جواب نہیں دے سکوں گا۔ قسط اوّل ہے:

۱۔ الوافی بالوفیات کی یہاں پاریس میں پانچ جلدیں ہیں، آج ان کو دیکھنے کتب خانہ عام گیا۔ ان میں دیباچہ، خاتون تا سنقر، سعید بن علی تا صاعد، عبادۃ بن الصامت تا عبیداللہ بن الفضل کے حالات ہیں۔ گابریئلی کے مضامین تلاش کروں گا، ان شاء اللہ۔

۲۔ ابن الدبیثی اور ابن النجار کی کتابوں سے کیا ذیل تاریخ بغداد مراد ہے یا کوئی اور چیزیں؟ ندامت سے یاد دلاؤں گا کہ آپ کا پرانا خط کھو گیا ہے۔

۳۔ اگر مجریط (میڈرڈ) کی سفارت پاکستان میں کوئی آپ کے تعارفی ہوں تو انہیں، ورنہ کلچرل اتاچی کو لکھ کر دیکھئے کہ اسپینی رسالے کے اوراق کی وہ آپ کو فوٹو کاپی روانہ فرمائیں۔ فی الحال تو کوئی اور حل نظر نہیں آتا۔

۴۔ فواد سزگین صاحب نے مجھ سے فرمایا تھا کہ وہ بروکلمان کی تتبع کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم

۵۔ تاریخ اربیل کے متعلق بروکلمان کو کسی نسخے کا پتہ نہیں چلا ہے۔ مجھے بھی نہیں۔

کیا یہ خاکسار بھی آپ کو کوئی زحمت دے سکتا ہے؟ یہاں کے کتب خانہ مدرسۂ السنۂ شرقیہ کی تہذیب التہذیب لابن حجر غائب ہوگئی ہے۔ اگر وہاں ہو تو کیا آپ اس میں دو نام تلاش فرما سکیں گے؟ یعنی:

(الف) جعفر بن نسطور الرومیؓ

(ب) ابو محمد عبداللہ بن محمد بن زیاد السندی

خاص کر نمبرا پر بڑی تشویش ہے کہ کون ہیں؟

حفظکم اللہ و عافاکم
نیازمند
محمد حمیداللہ

(مکتوب نمبر۴)

بسم اللہ

۹ر صفر ۱۴۰۸

مخدوم و محترم زاد فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، یہ قسط دوم ہے۔ پاریس کے کتب خانوں میں مصیبت یہ ہے کہ کتاب منگاؤ تو آدھ پون گھنٹے سے کم میں نہیں آتی۔ خیر میں دو ایک دن ہوئے مکرر کتب خانہ عام اور کتب خانہ السنہ شرقیہ گیا۔

۱۔ دبیثی کے مخطوطے کی یہاں دو جلدیں ہیں۔ پہلی میں احمد بن اسماعیل سے حرف ح کے آخر تک۔ دوسری میں الحسن بن احمد سے علی بن الحسن تک اس لئے المبارک بن ابی بکر افسوس ہے کہ نہیں ہے۔

۲۔ ابن المستوفی کی تاریخ اربیل نہ قلمی اور نہ مطبوعہ یہاں ہے۔

۳۔ السنہ شرقیہ میں گابرئیلی کے طویل مضمون سے معلوم ہوا کہ تونس 4850/B میں الوافی بالوفیات کی وہ جلد ہے جو القاسم بن علی سے محمود بن زیاد تک چلتی ہے۔ ''المبارک'' ممکن ہے وہاں ہو۔ برٹش میوزیم لائبریری Arabic No 6587 میں بھی ممکن ہے کہ المبارک کا ذکر ہوا ہے۔ لیکن گابرئیلی سے سب سے اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ دنیا میں اس کتاب کے جتنے مخطوطے ہیں ان سب کے فوٹو کائیتانی نے جمع کئے تھے اور اب یہ شہر روم کی ''شاہی'' انجمن Accademia dei lincei میں ہے۔ آپ شاید اس سے بھی استمداد کر سکیں۔

یاد نہیں میں نے آپ کو لکھا یا نہیں۔ مجھے ابو محمد عبداللہ بن محمد بن زیاد السندی کے حالات درکار ہیں۔ جو بہ ظاہر چوتھی صدی ہجری کے محدث ہیں۔ اگر وہاں آپ تلاش فرما سکیں--- یہاں تہذیب التہذیب لابن حجر کا نسخہ کتب خانہ السنہ شرقیہ سے غائب ہوگیا ہے۔

نیاز مند

محمد حمیداللہ

(مکتوب نمبر۵)

بسم اللہ

۱۱رصفر ۱۴۰۸

مخدوم و محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، کرم نامہ ابھی ابھی ملا، ممنون ہوا۔ دو ایک دن ہوئے ایک عریضہ گزران چکا ہوں۔ اتفاق سے کل یہاں ایک تونسی دوست سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ تونس کے مخطوطہ الوافی بالوفیات میں اگر مبارک ابن ابی بکر ابن الشعّار کے حالات ہوں تو کسی دوست کی مدد سے نقل کروا کر بھیجیں۔ آئیں تو ان شاء اللہ آپ کی خدمت میں گزرانوں گا۔

جعفر بن نسطور الرومیؓ کے حالات کا دلی شکریہ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ایک اور ''بزرگ'' ہیں ''الاشج حامل لواء امیرالمومنین علی بن ابی طالبؓ ۴۴۹ھ- شاید ان کا بھی ذہبی نے کچھ ذکر کیا ہو۔ فوٹو کی زحمت نہ فرمایئے۔ ہاتھ کی نقل اور حوالہ بالکل کافی ہیں۔

فواد سزگین صاحب سے تجربہ یہ ہے کہ وہ کبھی جواب لکھنے کی زحمت نہیں گوارا کرتے۔ کبھی ملاقات ہو تو پوچھ سکوں گا۔ ان شاء اللہ۔

خدا کرے آپ خیر و عافیت سے ہوں۔

نیاز مند

محمد حمیداللہ

(مکتوب نمبر۶)

بسم اللہ

۲۲رصفر ۱۴۰۸

مخدوم و محترم کان اللہ معکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، کرم نامہ ملا۔ دل سے دعا نکلی کہ خدا آپ کو حسنات دارین عطا فرمائے، اور رفیق محترم مرتضیٰ آزاد صاحب کو بھی۔ مزید زحمت نہ فرمائیں۔ اس قدر معلومات کافی

ہیں۔ صرف ’’سندی‘‘ باقی رہتے ہیں۔

پاکستان ہجرۃ کونسل کے لئے ایک مخطوطہ ایڈٹ کر رہا ہوں۔ غالبًا اس ترکی نسخے کے سوا دنیا میں اس کا کوئی دوسرا نسخہ نہیں ہے۔ اس میں مختلف ’’صحابہؓ‘‘ کے صحیفے ہیں۔ اس وقت عجلت میں ہوں۔ شاید تفصیل پھر کبھی ان شاء اللہ۔ اسی میں صحیفہ جعفر بن نسطورؓ بھی ہے اور اسی میں صحیفہ الأشج عن علی المرتضیٰؓ بھی۔ اس مجموعے کا نام ہے

’’السرد والفرد فی صحائف الاخبار المنقولة عن سیدالمرسلین مما الّفه ابوالخیر احمد بن اسماعیل القزوینی‘‘.

ان میں سے رسالہ نمبرا صحیفہ ہمام بن منبہ کا آغاز ہے:

أخبرنا أبو محمد الموفق بن--- [سعید] بن الموفق النیسابوری بقراء تی علیه فی جمادی الاولی سنة اربع و ثلاثین و خمسمائة' وابو نصر محمد بن عبدالله الارغیانی کتابة. قالا انآ ابو علی الحسن بن ابی القاسم محمد بن محمد بن حمویه الصفار فی ذی القعدة سنه ست و ستین و اربعمایة. انآ ابو سعد عبدالرحمن بن حمدان بن محمد النصروی سنة خمس و عشرین و أربعمایة. نآ ابو محمد عبدالله بن محمد بن زیاد السندی فی رجب سنة ست و ستین و ثلاث مایة. انآ الفقیه العامل ابو محمد عبدالله بن محمد بن عبدالرحمن بن شیر ویه المدینی، وجدّ لامّی ابو محمد بن ابراهیم عبدالله بن ابی النصر. قالا نآ ابو یعقوب اسحاق بن ابراهیم بن مخلد الحنظلی المروزی. انآ عبد الرزاق بن همام بن نافع الصنعانی. نآ معمر، نآ همام بن منبه. قال: هذا ماحدثنا ابوهریرة عن رسول الله ﷺ قال---

یہ تو تحقیق کر لی ہے کہ آپ کے لئے تونس کو خط لکھا جا چکا ہے۔ وللہ الحمد۔ خدا مرسل الیہ کو بھی توفیق دے کہ جواب دیں۔ ان شاء اللہ

احباب کو سلام، خدا کرے آپ خیر و عافیت سے ہوں

خادم

محمد حمیداللہ

(مکتوب نمبر ۷)

بسم اللہ

۱۹/ربیع الانور ۱۴۰۸

محترمی زاد فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

کرم نامہ ملا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ کچھ سستی اور کچھ مصروفیت سے جلد جواب نہ دے سکے۔ معاف فرمائیں۔

یہاں مدرسۃ السنۂ شرقیہ کے کتب خانے میں تاریخ ذہبی کی مصر میں شائع شدہ پانچ جلدیں ہیں۔ نکلوائیں نہیں کہ گھنٹہ بھر انتظار کرنا پڑتا ہے۔ آپ کو جن عبارتوں کا مطبوعہ نسخے کا حوالہ مطلوب ہے وہ تحریر فرمائیں تو ان شاء اللہ تلاش کر کے عرض کر سکوں گا۔ آپ طبقہ بھی ضرور لکھیں تا کہ تلاش سے کچھ مدد ملے۔

نیاز مند

محمد حمید اللہ

(مکتوب نمبر ۸)

بسم اللہ

۲/۱۲، ۱۹۸۷ء

مخدومی زاد مجدکم

سلام مسنون رحمۃ اللہ و برکاتہ، کرم نامہ ملا۔ باعث مسرت ہوا۔ یہاں تاریخ الاسلام للذہبی کی پہلی پانچ جلدیں ہی ہیں جو مکتبہ القدسی مصر میں ۱۳۶۷ تا ۱۳۶۹ میں چھپی ہیں۔ (ج ۱ عہد نبوی و صدیقی، ج۲ سنہ ۷۰ھ تک ج ۳ سنہ ۱۰۰ تک۔ ج۴ سنہ ۱۲۰ تک، ج۵ سنہ ۱۴۰ تک)۔

افسوس ہے کہ تونس سے اب تک کوئی جواب نہیں آیا۔

خاکسار

محمد حمید اللہ